
THE DAY
THE DAM
BROKE

دہلیز 10

وہ دن جب بند ٹوٹ گیا

کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون سا دن ہوگا۔

یہ پہلا سچ ہے۔

ہم منصوبہ بنا سکتے ہیں۔

ہم پیش بینی کر سکتے ہیں۔

ہم نظام، حکمتِ عملیاں، حفاظتیں اور ذخیرے بنا سکتے ہیں۔

ہم خود کو یقین دلا سکتے ہیں کہ تجربہ ایک طرح کی قوتِ مدافعت ہے۔

مگر ایک دن ایسا ضرور آتا ہے جب کوئی چیز ٹوٹ جاتی ہے۔

کبھی وہ کوئی شخص ہوتا ہے۔

کبھی کوئی سراب۔

کبھی کوئی منصوبہ۔

کبھی جسم۔

کبھی کوئی رشتہ۔

کبھی کوئی یقین جسے ہم اٹل سمجھتے تھے۔

اُس دن کو اتنا خاص یہ بات بناتی ہے کہ ہم اسے تقریباً ہمیشہ بعد میں ہی پہچانتے ہیں۔

جب وہ پیش آتا ہے تو ایک واقعہ لگتا ہے۔

بعد میں ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ایک سرحد تھی۔

میرا بھی اپنا دن رہا ہے۔

شاید ایک سے زیادہ۔

کیونکہ زندگی دراڑیں بانٹنے میں فیاض ہے۔

وہ تمہاری عمر نہیں پوچھتی۔

وہ تمہارا عہدہ نہیں پوچھتی۔

وہ تمہارا بینک اکاؤنٹ نہیں پوچھتی۔

وہ تمہارا سابقہ ریکارڈ نہیں پوچھتی۔

وہ بس دستک دیتی ہے۔

مجھے ایک بالکل واضح احساس یاد ہے۔

درد نہیں۔

خوف نہیں۔

حیرت۔

اس بات کی حیرت کہ ایک زندگی کا منظر کتنی تیزی سے بدل سکتا ہے۔

ایک دن سب کچھ مستحکم لگتا ہے۔

اگلے دن استحکام ایک یاد بن جاتا ہے۔

اور تم خود کو اُس چیز کا ملبہ دیکھتا پاتے ہو جسے تم مستقل سمجھتے تھے۔

اسی لمحے تم پر وجود کا ایک بڑا فریب کھلتا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اس پر دکھی ہیں جو ہم نے کھویا۔

اکثر ہم اس پر دکھی ہوتے ہیں جسے ہم ابدی سمجھتے تھے۔

نقصان ایک واقعے کو مٹاتا ہے۔

فریب کا ٹوٹنا ایک یقین کو مٹاتا ہے۔

اور یقین کی جڑیں گہری ہوتی ہیں۔

جب کوئی چیز واقعی ٹوٹتی ہے تو پہلا ردِعمل مرمت کا ہوتا ہے۔

یہ انسانی بات ہے۔

ہم فوراً کوئی حل ڈھونڈتے ہیں۔

کوئی وضاحت۔

کوئی علاج۔

کوئی جسے قصوروار ٹھہرایا جا سکے۔

کچھ بھی، بس یہ ماننے کے سوا کہ کچھ چیزیں اپنی اصل صورت میں دوبارہ نہیں بن سکتیں۔

وہ جنگ میں نے بھی لڑی۔

سب کی طرح۔

سامنے کی حقیقت کے خلاف جنگ۔

کیونکہ سامنے کی حقیقت بے رحم ہوتی ہے۔

وہ سودا نہیں کرتی۔

وہ تسلی نہیں دیتی۔

وہ موجود ہے۔

اور بس اتنا ہی۔

کچھ لمحے ایسے ہوتے ہیں جن میں زندگی تمہیں تیاری کا وقت نہیں دیتی۔

وہ تمہیں تبدیلی میں دھکیل دیتی ہے۔

چاہو یا نہ چاہو۔

وہیں تمہیں پتہ چلتا ہے کہ تم کون ہو۔

تب نہیں جب سب کچھ چل رہا ہو۔

تب جب کچھ چلنا بند ہو جائے۔

تب نہیں جب تمہیں ملے۔

تب جب تم کھو دو۔

تب نہیں جب تم بناؤ۔

تب جب تم عمارت کا ایک حصہ گرتے دیکھو۔

بہت سے لوگ لچک کو ایک بہادرانہ خوبی سمجھتے ہیں۔

میں نے اسے ہمیشہ الگ طرح دیکھا۔

لچک طاقت نہیں ہے۔

وہ ڈھل جانا ہے۔

طاقت کہتی ہے:

"میں مزاحمت کروں گا۔"

لچک کہتی ہے:

"میں خود کو بدل لوں گا۔"

اور فرق بہت بڑا ہے۔

کیونکہ کچھ طوفان جیتے نہیں جا سکتے۔

انہیں صرف پار کیا جا سکتا ہے۔

اپنی زندگی میں میں ایسے لوگوں سے ملا جنہوں نے مجھ سے کہیں زیادہ کھویا تھا۔

ایسے لوگ جنہوں نے پوری دنیائیں گرتے دیکھی تھیں۔

خاندان۔

صحت۔

تحفظ۔

اپنے پیارے۔

انہیں دیکھ کر میں نے ایک بنیادی سبق سیکھا۔

درد لازمی طور پر انسان کو تباہ نہیں کرتا۔

اکثر وہ اُس تصویر کو تباہ کرتا ہے جو اُس انسان نے اپنی بنا رکھی ہوتی ہے۔

اور یہ بالکل مختلف تباہی ہے۔

جب درد آتا ہے تو وہ ہمیں بغیر نقاب کے سامنے آنے پر مجبور کرتا ہے۔

بغیر عہدوں کے۔

بغیر کرداروں کے۔

بغیر حفاظتوں کے۔

صرف ہم۔

اور جو باقی بچتا ہے۔

پہلے یہ بے نقابی ڈراتی ہے۔

پھر یہ ایک طرح کا سچ بن جاتی ہے۔

کیونکہ ہم آخرکار اداکاری چھوڑ دیتے ہیں۔

مجھے اپنی زندگی کا وہ دور یاد ہے جس میں وہ سب کچھ جسے میں اہم سمجھتا تھا ایک ساتھ ڈگمگاتا لگا۔

یہ کوئی ایک بحران نہیں تھا۔

یہ ایک سنگم تھا۔

گویا تقدیر نے طے کر لیا ہو کہ سارے سوال ایک ہی لمحے میں سامنے رکھ دے۔

وہ ایک مشکل موسم تھا۔

مگر آج میں اسے مٹانا نہ چاہوں گا۔

ایک سادہ وجہ سے۔

اس نے مجھے دکھایا کہ اصل کیا تھا۔

جب گھر جلتا ہے تو تم صرف وہ نہیں کھوتے جو راکھ ہو جاتا ہے۔

تمہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آگ کے سامنے کیا ٹھہرتا ہے۔

بحرانوں کا یہی کام ہے۔

وہ ضروری کو غیر ضروری سے الگ کر دیتے ہیں۔

تقریباً ظالمانہ باریکی کے ساتھ۔

جو لوگ مرکزی لگتے تھے وہ بے وقعت ہو جاتے ہیں۔

جو لوگ حاشیے پر لگتے تھے وہ ناگزیر ہو جاتے ہیں۔

جو خواہشیں بہت بڑی لگتی تھیں اچانک بے معنی ہو جاتی ہیں۔

چھوٹی چیزیں بے پناہ قیمت اختیار کر لیتی ہیں۔

ایک معانقہ۔

ایک فون کال۔

ایک موجودگی۔

ایک سچا لفظ۔

زندگی ہماری رضامندی پوچھے بغیر ترجیحات نئے سرے سے ترتیب دے دیتی ہے۔

اور شاید یہی ٹھیک ہے۔

کیونکہ ہم واقعی جو کچھ سیکھتے ہیں، اس کا بڑا حصہ انہی دراڑوں سے پیدا ہوتا ہے۔

تسلسل سے نہیں۔

سلسلہ ٹوٹنے سے۔

پیچھے مڑ کر دیکھوں تو سمجھ آتی ہے کہ جس دن سب کچھ ٹوٹا، وہ دن سب کچھ ختم ہونے کا دن نہیں تھا۔

وہ دن تھا جب کچھ اور شروع ہوا۔

مگر یہ سچ مجھے فوراً سمجھ نہیں آیا۔

میں نے بعد میں سمجھا۔

بہت بعد میں۔

جب ملبہ پہلے ہی بنیاد بننے لگا تھا۔

جب زخم پہلے ہی نشان بننے لگے تھے۔

جب خوف نے سمجھ کے لیے جگہ چھوڑ دی تھی۔

ایک سوال ہے جو وقت ہر انسان کے سامنے رکھتا ہے۔

دیر سویر۔

اس کا تعلق کامیابی سے نہیں۔

اس کا تعلق پیسے سے نہیں۔

اس کا تعلق رتبے سے نہیں۔

سوال کہیں زیادہ سادہ ہے۔

”جب کوئی چیز ٹوٹتی ہے تو تم کیا کرتے ہو؟“

کچھ رک جاتے ہیں۔

کچھ چھپ جاتے ہیں۔

کچھ دنیا کو الزام دیتے ہیں۔

کچھ سیکھتے ہیں۔

میں نے سیکھنے کی کوشش کی۔

ہمیشہ اچھی طرح نہیں۔

ہمیشہ جلدی نہیں۔

مگر اتنی کہ ایک بات سمجھ لوں۔

ٹوٹنا کہانی کا اختتام نہیں۔

وہ پچھلے فریب کا اختتام ہے۔

اور ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔

کیونکہ جب بھی کچھ ٹوٹتا ہے، کچھ ظاہر بھی ہوتا ہے۔

کردار۔

رشتے۔

سچ۔

اصل چیز۔

اور جب گرد آخرکار بیٹھ جاتی ہے، جب شور ہوا کو بھرنا چھوڑ دیتا ہے، جب درد کی سب سے تیز آواز مدھم پڑ جاتی ہے، تو ایک خاموش سوال باقی رہ جاتا ہے۔

یہ نہیں:

"ایسا کیوں ہوا؟"

بلکہ:

"اس کے بعد میں کون بن گیا؟"

اسی سوال سے اگلا باب جنم لیتا ہے۔

کیونکہ جس دن سب کچھ ٹوٹا، اس نے صرف کچھ تباہ نہیں کیا۔

اس نے مجھے یہ جاننے پر مجبور کیا کہ کھڑا کیا رہے گا۔